دستاویزاتِ بحیرۂ مُردار (Dead Sea Scrolls)
اور عہد نامۂ جدید کی تفہیم میں اِن کا کردار

احسان الرحمٰن غوری*

عصر حاضر میں وادیٔ قمران کے کنارے واقع بعض غاروں سے اتفاقی طور پر چند دستاویزات دریافت ہوئیں۔ وادیٔ قمران بحیرۂ مردار کے کنارے واقع ہے، لہٰذا ان دستاویزات کو Dead Sea Scrolls یا دستاویزاتِ بحیرۂ مردار کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ قمران کے علاوہ اس کے قریبی علاقوں مثلاً مسادا اور مربعات سے ملنے والی دستاویزات کو بھی دستاویزاتِ بحیرۂ مردار ہی میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ یہ تمام دستاویزات تیسری صدی ق م کے دوران میں یہودیوں کے ایک گروہ کا تحریری سرمایہ ہے۔ ان میں عہد نامۂ قدیم کی تمام کتب (سوائے کتب استر) کی قدیم ترین تحریری نقول اور مذکوری یہودی فرقے کی اپنے عقیدے سے متعلق مخصوص نظریات پر مبنی تحریریں حاصل ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد غیراز بائبل مقدس کتب مثلاً کتاب انوخ، کتاب جوبلی وغیرہ۔ ان تحریروں کے مطالعے سے مسیحیت کے آغاز، اس کی نشوونما، حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت یحیٰی علیہ السلام کے ہم عصر یہودی نظریات اور مذہبی، معاشرتی اور سیاسی حالات اور عہد نامۂ جدید کی تفہیم سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ مقالہ ہٰذا میں ہم اِن دستاویزات کی اہمیت کے اسی آخری پہلو پر غور کریں گے۔

دستاویزاتِ بحیرۂ مردار کا مذہبی و تاریخی مقام و اہمیت

عہد نامۂ جدید سے متعلق ازسرِ نو تحقیقات کا فروغ:

دستاویزاتِ بحیرۂ مردار کی دریافت (1947 CE) کے نتیجے میں عہد نامۂ قدیم کے متن، اس کی تاریخ، پہلی صدی مسیحی میں یہود کے عقائد، فرقے اور تاریخ، مسیحیت کی تاریخ، اس کا سرچشمہ، اور عہد نامۂ جدید کے ساتھ اس کے باہمی تعلق جیسے اہم اور بنیادی موضوعات پر ازسرِ نو تحقیق کی ضرورت محسوس کی جانے لگی ہے۔ اِن دستاویزات کے منظر عام پر آنے کے بعد مسیحیت کے آغاز اور اس کے تشکیلی ڈھانچے اور ارتقا کے متعلق ایسی بنیادی معلومات حاصل ہوسکی ہیں، جو پہلے میسر نہ تھیں۔ ان دستاویزات کی دریافت کے نتیجے میں دو ہزار سال کی تاریخ میں پہلی مرتبہ حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد کی اصل تحریریں دستیاب ہوئی ہیں۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی، لاہور

تاریخی اور مذہبی حیثیت کے بارے میں مختلف نظریات:

دستاویزاتِ بحیرۂ مردار کی تاریخی حیثیت اور مذہبی اہمیت کے پس منظر میں اہل علم نے مختلف آرا قائم کی ہیں۔ ان کی دریافت کے ابتدائی دَور میں مشہور فرانسیسی محقق آندرے ڈیوپونٹ سومر (Andre Dupont-Sommer) کی رائے کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ اُن کا موقف تھا کہ یہ دستاویزات درحقیقت عہدنامۂ جدید کا نقطۂ آغاز تھیں۔ اور قُمران میں آباد ہونے والے جس مذہبی گروہ نے انھیں قلم بند کیا تھا وہ فرقہ دراصل مسیحیت کا ابتدائی نقیب تھا۔ ڈیوپونٹ سومر کے بقول یہ یہود کا وہی اسینی فرقہ ہے جس کے متعلق پہلی صدی مسیحی کے مشہور مورخین جوزیفس اور فیلو نے ابتدائی معلومات اپنی تصانیف میں بیان کردی ہیں۔ گویا اسینیت ہی بعدازاں مسیحیت کے قالب میں ڈھل گئی تھی، یا مسیحیت اسینیت ہی کی ترقی یافتہ شکل ہے۔(۱)

فرانس کے ایک معروف مورخ اور دانش ور اَرنسٹ رینان (Earnest Renan) نے ان دستاویزات کی دریافت سے کافی عرصہ قبل اسی موقف کا اظہار کیا تھا کہ مسیحیت دراصل اسینیت ہی ہے۔ (۲) رینان اور سومر کی اس رائے کو بعدازاں مختلف حلقوں کی طرف سے تنقید کا سامنا کرنا پڑا اور ان کے نظریات کو مبالغہ آرائی سے تعبیر کیا گیا۔ تاہم ابتداءً چند اہل علم نے سومر کی اس رائے کی تائید میں ان دستاویزات میں بیان کردہ چند مرکزی شخصیات کو عہد نامہ جدید میں مذکور شخصیات کے مماثل قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر رابرٹ آئزن مین (Eisenman Robert) کے خیال میں دستاویزات میں بیان شدہ ایک اہم ترین کردار معلم رشدوہدایت (Teacher of Righteousness) اصل میں عہد نامۂ جدید کی ایک اہم شخصیت جیمز (James) ہے۔ عہدنامۂ قدیم کے مطابق جیمز حضرت مسیح علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ آئزن مینکی رائے میں معلم رشدوہدایت پر جوظلم وستم روا رکھے گئے وہ بعینہ جیمز پر سینٹ پال کی بڑھتے ہوئے اثرات کے دور میں پہنچائی جانے والی ایذا رسانیوں کے مماثل ہیں۔ (۳) باربرا تھیرنگ (Barbra Thiering) کا موقف یہ ہے کہ معلم رشدوہدایت دراصل حضرت یحیٰؑ علیہ السلام ہیں۔ تاہم اس مصنفہ نے دستاویزات میں مذکور ایک منفی کردار "Man of the Lie" کو حضرت مسیح علیہ السلام قرار دیا ہے۔(۴) العیاذ باللہ۔

قُمران میں دریافت ہونے والے کل گیارہ غاروں میں سے ساتویں غار (7Q)(۵) سے ایک نامکمل تحریر دریافت ہوئی ہے۔ اسے پڑھنا تو بہت مشکل ہے البتہ چند اجزا کو باہم ملا کر پڑھنے کے بعد کارسٹن پیٹر تھائڈے (Carsten Peter Thiede) نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ تحریر دراصل انجیل مرقس (Gospel of Mark) باب ۶ آیات ۵۲و۵۳ ہیں۔ (۶) اس مفروضے کو شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑا ہے اور قبول عام حاصل نہ ہوسکا۔

دستاویزاتِ بحیرۂ مردار اور عہدنامۂ جدید و مسیحیت کے باہمی تعلق کے حوالے سے مذکورہ بالا تمام آرا کو اس موضوع پر تحقیق کرنے والے دور جدید کے اکثر اہل علم نے رد کردیا ہے۔ ان کا عمومی موقف یہ ہے کہ اِن

دستاویزات میں حضرت یحیٰ علیہ السلام، حضرت مسیح علیہ السلام یا جیمز میں سے کسی بھی اہم شخصیت کا ذکر صراحت کے ساتھ موجود نہیں ہے۔ مزید برآں ان دستاویزات کی تاریخِ تحریر کے تناظر میں بھی پورے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ جس معلم رشد وہدایت کا تذکرہ دستاویزات میں موجود ہے وہ قبل از مسیح کے دور کی شخصیت ہے۔

معلم رشدو ہدایت' اور حضرت مسیح علیہ السلام کے درمیان زمانی بُعد موجود ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی باہمی مماثلت قائم کرنا بہت مشکل ہے۔ ڈیوپونٹ سومر کے بقول معلم کا انتقال ۵۳ سے ۶۵ ق م کے دوران میں ہوا۔(۷) لٰہذا یہ ناممکن ہے کہ ۸۰ء کے لگ بھگ لکھے جانے والے عہد نامۂ جدید میں قریباً ڈیڑھ سو سال قبل کی شخصیت کے حالاتِ زندگی اور تعلیمات درج کی گئی ہوں۔ اسی طرح انجیل مرقس کی کسی آیت کا ان دستاویزات میں موجود ہونا بھی بعید از قیاس ہے۔ ان سب حقائق کے باوجود دستاویزاتِ بحیرۂ مردار اور عہد نامۂ جدید میں چند مشترک اوصاف ایسے ہیں جو مزید تحقیق کا تقاضا کرتے ہیں۔

عہدِ مسیح علیہ السلام اور توراۃ:

حضرت مسیح کے دَور میں بائبل کے متعلق اختلاف:

دستاویزاتِ بحیرۂ مردار یا قمران لائبریری میں پائی جانے والی قانونی اور انتظامی دستاویزات کے مطالعے کے نتیجے میں عہد مسیح کے دوران میں توراۃ کی حیثیت کے بارے میں نئے اختلافات منظر عام پر آئے ہیں۔ قمرانی فرقے کی طرح توراۃ کے بارے میں مسیح علیہ السلام کا نظریہ عام یہودیوں سے قدرے مختلف تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے اسی نظریے کی وجہ سے عہد نامۂ قدیم کے یہودی مقدس کاتبین (Scribes)، یہودی فرقے فریسیوں (Pharisees) اور ہیکل سلیمانی کے مذہبی پیشواؤں کے ساتھ آپ علیہ السلام کے شدید اختلافات پیدا ہوگئے تھے۔ مسیحی مفکرین کا نظریہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے توراۃ کی حیثیت اور اس کے احکامات کی پیروی کے لیے بہت آزادانہ رویہ اپنایا۔ اِن دستاویزات میں موجود تحریروں کی روشنی میں قمرانی گروہ کا نظریہ قدرے مختلف نظر آتا ہے۔

یوم السبت کے متعلق نقطۂ نظر میں اختلاف:

یوم السبت کی تقدیس وتعظیم کے حوالے سے مسیح علیہ السلام اور قمرانی اسینیوں کے رویے بالکل مختلف ہیں۔

قمران لائبریری میں شامل دستاویزاتِ دمشق (۸) میں یوم السبت کی پابندیوں کے حوالے سے درج ہے:

"No one should help an animal give birth on the Sabbath day. And if it falls into a well or a pit, he should not take it out on the Sabbath." (9)

مذکورہ بالا حوالے سے قاری بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہود کے قریباً تمام فرقے یوم السبت کے بارے میں کتنی

سخت پابندیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ ایک نوزائیدہ بچے کی مدد کرنا بھی اُن کے مذہبی عقیدے میں حرام فعل قرار دیا گیا تھا۔ اس کے برعکس حضرت مسیح علیہ السلام نے ایسی رسم کیپسے روح، مضر، اندھی اور نامعقول پیروی اور پابندی کو غیر ضروری قرار دیا۔ اُن کے بقول حیاتِ انسانی وحیوانی کے لیے ہمیشہ رحم اور محبت کا جذبہ دلوں میں جاگزیں رہنا چاہیے۔ اس قسم کی شرعی پابندیاں حیاتِ انسانی وحیوانی کے لیے رحم ومحبت کے جذبات کی نفی نہیں کرتیں۔ اناجیلِ متی ولوقا میں درج ہے کہ:

> انھوں نے اس پر الزام لگانے کے ارادے سے پوچھا کہ کیا سبت کے دن شفا دینا روا ہے؟ اس نے ان سے کہا تم میں ایسا کون ہے جس کی ایک بھیڑ ہو اور وہ سبت کے دن گڑھے میں گر جائے تو وہ اسے پکڑ کر نہ نکالے۔ پس آدمی کی قدر تو بھیڑ سے بہت ہی زیادہ ہے اس لیے سبت کے دن نیکی کرنا روا ہے۔ (۱۰)

توراۃ کی کتاب استثنا میں مذکور ہے کہ ہر حالت میں ہمسائے بھائی کے جانور کی مدد کرنا چاہیے:

> تو اپنے بھائی کا گدھا یا بیل راستہ میں گرا ہوا دیکھ کر اس سے روپوشی نہ کرنا بلکہ ضرور اس کے اٹھانے میں اس کی مدد کرنا۔ (۱۱)

لیکن اس کے بارے میں دستاویزاتِ دمشق اور حضرت مسیح علیہ السلام کا رویہ بالکل مختلف ہے۔ یہودیوں کے لیے یوم السبت کی پابندی رحم والفت کے جذبے پر فوقیت رکھتی ہے جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزدیک جذبۂ رحم و محبت شرعی پابندیوں کی محتاج نہیں۔ دیگر کئی مقامات پر بھی حضرت مسیح علیہ السلام نے یوم السبت کی بہت سی پابندیوں کے برعکس رحم دلانہ طرزِ عمل اختیار کیا۔ مثال کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام نے بھوکے شخص کو یہ اجازت دی ہے کہ سبت کے روز وہ کھیتوں سے کھانے کے لیے دانے چن سکتا ہے۔ (۱۲) البتہ دستاویزاتِ دمشق میں سبت کے روز کھیتوں میں چلنے پھرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس روز کسی شے کو پکانے کی بھی سخت ممانعت مذکور ہے۔ صرف پچھلے دن کا پکا کھانا ہی سبت کے دن کھایا جا سکتا ہے۔ (۱۳) حضرت مسیح علیہ السلام نے یوم السبت کو اپنے معجزات کا مظاہرہ کرتے ہوئے کئی بیماروں کو اللہ کے حکم سے شفایاب کیا۔ (۱۴) جبکہ دستاویزاتِ دمشق میں اس روز کسی قسم کی بھی معاشی، پیشہ وارانہ، باطنی سرگرمی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (۱۵) دیگر کئی معاملات میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام اور یہودیوں کے درمیان بہت سے اختلافات موجود تھے۔ مثلاً مردے کی تدفین اور روزمرہ جسمانی نظافت کے چند معاملات وغیرہ۔

حضرت مسیح علیہ السلام اور اسینیوں کے نظریات میں ہم آہنگی:

مذکورہ بالا گفتگو میں حضرت مسیح علیہ السلام کا سبت کے حوالے سے آزادانہ رویہ سامنے آتا ہے۔ لیکن کچھ معاملات ایسے بھی ہیں جن میں حضرت مسیح علیہ السلام توراۃ کے احکامات کی پابندی کرنے میں قمرانیوں کی طرح سخت موقف اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً طلاق کے معاملے میں دونوں کے نظریات بہت مماثلت رکھتے ہیں۔ انجیل مرقس ومتی

میں مذکور ہے:

اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی کو بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے اور جو کوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔(۱۶)

اور فریسیوں نے پاس آکر اسے آزمانے کے لیے اس سے پوچھا کیا یہ روا ہے کہ مرد اپنی بیوی کو چھوڑ دے۔ اس نے ان سے جواب میں کہا کہ موسیٰ نے تم کو کیا حکم دیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ موسیٰ نے تو اجازت دی ہے کہ طلاق نامہ لکھ کر چھوڑ دیں۔ مگر یسوع نے ان سے کہا کہ اس نے تمھاری سخت دلی کے سبب سے تمھارے لیے یہ حکم لکھا تھا۔ لیکن خلقت کے شروع سے اس نے انھیں مرد اور عورت بنایا۔ اس لیے مرد اپنے باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا۔ اور وہ اور اس کی بیوی دونوں ایک ہی جسم ہونگے۔ پس وہ دو نہیں بلکہ ایک ہی جسم ہیں۔ اس لیے جسے خدا نے جوڑا ہے اسے آدمی جدا نہ کرے۔ اور گھر میں شاگردوں نے اس سے اس کی بابت پھر پوچھا۔ اس نے ان سے کہا جو کوئی بھی اپنی بیوی کو چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ اس پہلی کے برخلاف زنا کرتا ہے۔ اور اگر عورت اپنے شوہر کو چھوڑ دے اور دوسرے سے بیاہ کرے تو زنا کرتی ہے۔(۱۷)

گویا حضرت مسیح علیہ السلام کے قول کے مطابق طلاق دینا سخت گناہ کا موجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص طلاق دے کر دوسری شادی کرتا ہے تو وہ بدکاری کا مرتکب قرار پائے گا۔ اسی موقف کی تائید دستاویزاتِ دمشق میں بھی مذکور ہے:

They are caught twice in fornication for taking two wives in their lives; but the foundation of the creation is 'male and female he created them' (Gen 1:27), and the ones who went into the ark 'went in two by two into the ark' (7:9). [CD 4.20-5.2; cf 4Q 266; 6Q15](18)

دستاویزاتِ بحیرہ مردار میں شامل ہیکلی طومار (Temple Scroll) میں بھی طلاق دینے سے منع کیا گیا ہے (57.15-19)۔ (۱۹) دونوں بیانات کا جائزہ لینے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور قمران میں آباد اسینی یہودی گروہ طلاق دینے اور دوسری شادی کرنے کی سخت ممانعت بیان کرتے ہیں۔ اناجیل کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی اسی موقف کے قائل تھے۔ (۲۰) فریسی یہودیوں کے حوالے سے بھی حضرت مسیح علیہ السلام اور قمرانیوں کے نظریات میں بہت مماثلت ہے۔ دونوں ہی فریسی روایت کو انتہائی تنقیص کی نگاہ سے دیکھتے نظر آتے ہیں۔ دستاویزاتِ بحیرۂ مردار کے مصنفین دراصل فریسیوں اور صدوقیوں سے شدید اختلافات کے باعث ہی الگ بستیوں میں آباد ہوئے تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے اقوال بھی اناجیل میں کئی جگہ نقل ہوئے ہیں جن میں انھوں نے فریسیوں کے اعتقادات کو ہدف تنقید بنایا ہے۔(۲۱)

ان دستاویزات کی روشنی میں توراۃ کے حوالے سے پہلی صدی ق م کے یہودیوں کا رویہ بھی منظر عام پر آیا ہے۔ ان معلومات کی روشنی میں حضرت مسیح علیہ السلام کے نظریات اور ہم عصر یہودی گروہوں کے اعتقادات کا باہمی جائزہ لینا بھی اہل علم کے لیے آسان ہو گیا ہے۔

دستاویزاتِ بحیرۂ مردار اور عہد نامہ جدید کی کتب:

قمران لائبریری میں شامل دستاویزات اپنی ان فرقہ وارانہ تحریروں (Sectarian Text) کی وجہ سے اور بائبل کی کتابوں کی تفاسیر کے سلسلے میں اِن کی افادیت کی وجہ سے بہت اہمیت اختیار کر گئی ہیں۔ تاہم ان کی اہمیت کا ایک سبب ان دستاویزات میں شامل بائبل کے متون اور ان میں تنوع بھی ہے۔ پانچویں صدی ق م کے اواخر (۲۲) میں بائبل کی کتب میں اس تنوع کی وجہ سے اہل علم یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے ماقبل یہودیت محض ایک معیاری شکل (Normative Judaism) ہی میں قائم نہ تھی بلکہ اس میں بہت تنوع تھا۔ قمران دستاویزات کی دریافت سے قبل اس دور میں لکھی گئی عبرانی یا آرامی زبان کی کوئی تحریر دستیاب نہ تھی۔ بائبل کے علما اس دور کی تاریخ جاننے کے لیے بائبل کی کتاب مکابیوں (Maccabees)، بائبل کی غیر مستند کتب (Pseudepigrapha) (۲۳) کے ثانوی تراجم، پہلی صدی کے مورخین: جوزیفس اور فیلو، اور بعد کے ادوار والی یہودی پیشواؤں یعنی رِبیوں (Rabbis) کی تحریروں ہی کو بنیادی مآخذ کا درجہ حاصل تھا۔ لیکن ان دستاویزات نے اس اہم دور کے تاریخی تناظر میں نئی جہات کا اضافہ کیا ہے۔ بالخصوص یہودی اور مسیحی علما کا یہ موقف بہت کمزور ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح اور ان سے ماقبل دور میں یہودیت کی ایک ہی معیاری شکل فلسطین میں رائج تھی۔ دستاویزاتِ بحیرۂ مردار میں موجود متعدد اقسام کی تحریروں نے اس موقف کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ گویا 70ء سے ماقبل یہودیت میں بھی متعدد مختلف تصورات اور عقائد کے حامل یہودی فرقے موجود تھے۔

قریباً نو سو مختلف مخطوطات میں براہِ راست عہد نامۂ جدید کا کوئی متن دستیاب نہیں ہوا۔ کیونکہ یہاں سے دریافت شدہ دستاویزات حضرت مسیح علیہ السلام سے لگ بھگ دو سو سال قبل ضبطِ تحریر میں لائی گئی تھیں۔ البتہ ان دستاویزات میں مذکور بعض نظریات، اصطلاحات اور اسلوب کی جھلک عہد نامۂ جدید میں بھی نمایاں طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قمرانی علوم پر تحقیق کے فروغ کے نتیجے میں عہد نامۂ جدید اور مسیحیت کے آغاز سے اِن دستاویزات کے تعلق کے حوالے سے محققین کی توجہ اس جانب بڑھتی ہی جا رہی ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے دریائے اردن کے کنارے بپتسمہ دیا۔ متعدد اہل علم کی رائے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام اسینی تھے یا اسینی معاشرے میں کچھ عرصہ قیام فرمایا تھا۔ اس موضوع پر گذشتہ صفحات میں مختصراً گفتگو ہو چکی ہے۔ اب ہم عہد نامۂ جدید کے متن اور دستاویزاتِ بحیرۂ مردار سے ملنے والی بائبل اور قمرانی فرقے کی دیگر تحریروں کی موافقت اور ہم آہنگی پر گفتگو کریں گے۔

عہد نامۂ جدید میں عہد نامۂ قدیم کے حوالوں کی دستاویزاتِ بحیرۂ مردار سے ہم آہنگی:

دستاویزات کی اہمیت کی ایک وجہ عہد نامۂ جدید میں عہد نامۂ قدیم کی جن آیات کا حوالہ دیا گیا ہے وہ دستاویزاتِ بحیرۂ مردار سے مطابقت رکھتا ہے۔ عہد نامۂ جدید میں عہد نامۂ قدیم کے متعدد حوالہ جات مذکور ہیں۔ ان حوالوں میں تینکتابوں (کتاب استثنا، کتاب یسیعیاہ اور کتب مزامیر) کے اقتباسات سب سے زیادہ تعداد میں نقل کیے گئے ہیں۔ حیرت انگیز حقیقت یہ ہے کہ دستاویزات، بحیرۂ مردار میں تینوں کتب کی نقول سب سے زیادہ تعداد میں دریافت ہوئی ہیں۔ گویا قمران کا رہائشی یہ فرقہ بھی ان تینوں کتب کو سب سے زیادہ اہمیت کا حامل سمجھتے تھے۔ اس اہم حقیقت کے علاوہ معاصر بائبل کی کم مستند کتب (Apocrypha) کے حوالے سے بھی ان دونوں مقدس صحیفوں کے رویے میں بہت یکسانیت ہے۔ بائبل سے واقف اہل علم جانتے ہیں کہ عہد نامۂ جدید میں چند غیر مستند کتب کے حوالے بھی درج ہیں۔ یقیناً مسیحیت کے ابتدائی ایام میں عہد نامہ قدیم کے معیاری مقدس صحیفوں (Canon) کے بارے میں مسیحیوں کا رویہ بہت لچک دار تھا۔ (۲۴) بائبل کی متعدد کم مستند قرار دی جانے والی کتب کو بھی تقدس کی نگاہ سے دیکھا اور الہامی مانا جاتا تھا۔

اناجیل اربعہ اور دستاویزاتِ بحیرۂ مردار:

اناجیلِ اربعہ اور دستاویزاتِ بحیرۂ مردار میں براہ راست کوئی تعلق کا اثبات قدرے مشکل ہے البتہ دونوں مقدس متون کی متعدد اصطلاحوں اور تصورات ونظریات میں بہت مماثلت ضرور پائی جاتی ہے۔ ذیل میں چاروں اناجیل اور دستاویزاتِ بحیرۂ مردار کے باہمی تعلق پر گفتگو کی جائے گی۔

انجیل متی اور دستاویزات بحیرہ مردار:

بائبل کی کتب کی ترتیب میں انجیل متی سب سے پہلی کتاب ہے۔ مسیحی کلیسیا کی تنظیمی اور عبادتی سرگرمیوں میں اسے بہت اہمیت حاصل ہے۔ اپنے طرزِ تحریر، اسلوبِ بیان اور مضامین کے لحاظ سے بائبل کے اکثر علما یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انجیل متی اصلاً یونانی زبان ہی میں ضبطِ تحریر میں لائی گئی تھی۔ قمران لائبریری کی تحریروں کی روشنی میں انجیل متی کے ازسرنو مطالعے کے نتیجے میں آغازِ مسیحیت کے اُس دور کے سماجی رویوں اور حالات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے جس میں انجیل متی لکھی گئی تھی۔

اناجیل کا سب سے اہم حصہ حضرت مسیح علیہ السلام کا پہاڑی وعظ 'Sermon of the Mount' ہے۔ پہاڑی کے اس وعظ کا موازنہ قمران کے چوتھے غار (4Q) سے دستیاب چند تحریروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ دونوں متون میں مزامیر میں بیان کردہ مضمون کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ مثلاً "lev tahor" یعنی خالص (پاک) دل یا Pure Heart کی اصطلاح قریباً اسی مفہوم اور معنوں میں دونوں مقدس متون میں استعمال ہوئی ہے (۲۵)۔ کتاب

متی اور قمران کے پہلے غار (1Q) میں موجود تحریروں میں بھی ہم معنی اصطلاحیں بکثرت موجود ہیں۔ مثال کے طور پر کتاب متی میں مستعمل اصطلاح "poor in spirit" قریباً انھی معنوں میں پہلے غار سے دستیاب کتاب Hodoyat میں بھی موجود ہے۔(۲۶) علاوہ ازیں انجیل متی کے دیگر دو مقامات پر لفظ mercifulاور righteousness کو بعینہ انھی مفاہیم میں استعمال کیا گیا ہے، جس طرح 4Q521 اور 11Q13 کے مخطوطوں میں یہ اصطلاحیں استعمال ہوئی ہیں۔ (۲۷) لفظ 'righteousness' کو انجیل متی میں خصوصی مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔ خصوصاً باب ۵ کی آیت ۲۰ اور باب ۶ آیت ۳۳ میں یہودیوں کے عقائد کی وضاحت کے لیے ایک خاص انداز سے بحث کی گئی ہے۔(۲۸) قمران کے اسینیوں نے بھی اس اصطلاح کو یہودی فرقوں کے حوالے سے اسی خاص مفہوم میں استعمال کیا ہے۔(۲۹)

معاشرتی نظم کے حوالے سے بھی دونوں صحائف متعدد یکساں تصورات کی پیروی کرتے نظر آتے ہیں۔ انجیل متی کی چند آیات (۳۰) چند ایسے قوانین کا تذکرہ کرتی ہیں جو واضح طور پر عہد نامہ قدیم کی کتاب احبار (۳۱) سے مأخوذ لگتی ہیں۔ قمران کا اسینی معاشرہ بھی انھی معاشرتی پابندیوں پر کاربند نظر آتا ہے۔ مثلاً مشہورِ عام قمرانی دستاویز قمرانیوں کے سماجی ضابطے "Rule of Community" (جسے 1QS بھی کہتے ہیں) اور دستاویزاتِ دمشق (CD) میں انھی سماجی و معاشرتی ضابطوں اور قواعد کا ذکر ملتا ہے۔ (۳۲)

یہودیوں کی تاریخ میں ہیکل سلیمانی کی دوسری مرتبہ تعمیر (۵۱۵ ق م) و مابعد کا دور بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اسے عرفِ عام میں ہیکل ثانی کا دور یا Second Temple Period کہا جاتا ہے۔ یہ دور 70ء میں رومی سپہ سالار ٹائٹس کے ہاتھوں ہیکل سلیمانی اور یروشلم کی مکمل تباہی تک پھیلا ہوا ہے۔ اس دور میں یہودی متعدد سیاسی اور عسکری مہموں میں مشغول رہے۔ بیرونی اور اندرونی اثرات کے زیرِ اثر یہودی متعدد فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ دستاویزاتِ بحیرۂ مردار کے مطالعے کے نتیجے میں یہودی قانون اور قربِ قیامت کے حوالے سے نظریات کی وضاحت ہوتی ہے۔ اور حیرت انگیز طور پر یہ معلومات انجیلِ متی میں مذکور ان نظریات کی وضاحت میں بہت مدد و معاون ثابت ہو رہی ہیں۔

انجیل مرقس اور دستاویزاتِ بحیرۂ مردار:

یہ دوسری انجیل ہے۔ تاہم قدامت کے اعتبار سے یہ انجیل تینوں اناجیل سے پہلے لکھی گئی تھی۔ متن کے اعتبار سے یہ مختصر ترین انجیل ہے۔ بائبل کے علما کا موقف ہے کہ انجیل مرقس بقیہ تینوں اناجیل کے لیے مأخذ کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے مصنف کے بارے میں حتمی رائے قائم نہیں کی جا سکی۔ بہر حال بعض اہل علم اسے حواری پطرس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق پطرس حواری نے یہ انجیل اپنی شہادت سے قبل قریباً ۶۴-۶۵ مسیحی میں اپنے شاگرد مرقس کو املا کروائی تھی۔ (۳۳)

انجیل مرقس باب ۱۲ میں ایک سچے استاد 'true teacher' کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کی بیان کردہ تفصیلات اور قمران کے معلم رشدوہدایت کی خوبیوں میں بہت سے مشترک نِکات موجود ہیں۔ مثال کے طور پر true teacher اور teacher of righreousness دونوں ہی دولت اور عورت کے لیے قطعاً کوئی رغبت نہ رکھتے تھے۔ مزید برآں دونوں شخصیات بیماروں کے علاج اور بدروحوں کے اثرات کو زائل کرنے میں اپنی مہارت کی وجہ سے بہت مقبول تھے۔ (Marks 3;22-30; 1QS iv.19-22; 1QM xiv.9-10) (۳۴)

انجیل مرقس اور دستاویزات بحیرہ مردار دونوں ہی عہد نامہ قدیم کی کتب یسعیاہ اور مزامیر سے خصوصی اعتنا برتتے نظر آتے ہیں۔ بالخصوص یوم السبت کی پابندیوں اور سرگرمیوں کے حوالے سے دونوں متون کی ہدایات میں بہت یکسانیت ہے۔ (۳۵) [حوالہ نمبر ۶۳] قمران کے ساتویں غار (7Q) سے دستیاب ہونے والے یونانی زبان میں تحریر کردہ مخطوطات عہد نامۂ جدید اور دستاویزاتِ بحیرۂ مردار کے باہمی تعلق کے حوالے سے سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ چند اہل علم کی رائے میں 7Q سے دریافت ہونے والے بعض مخطوطے انجیل مرقس کے باب ۶ کا جزو ہیں۔ یہ آیات علما کے نزدیک طویل بحث و تمحیص کا موضوع بنی رہی ہیں۔ (۳۶) لیکن اکثر اہل علم اس مماثلت کو ایک اتفاق قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان آیات کو بعد کے کسی دور میں لکھ کر یہاں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ (۳۷) تاہم لگتا ہے کہ یہ رائے حقیقت سے ہم آہنگ نہیں۔ (۳۸)

انجیل لوقا اور دستاویزات بحیرہ مردار:

انجیل لوقا تیسری انجیل ہے۔ پہلی تینوں اناجیل کو اپنے مضامین اور اسلوب تحریر کی یکسانیت کے باعث مشترکہ طور پر Synoptic Gospels کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ عہد نامۂ جدید کی پانچویں کتاب 'رسولوں کے اعمال' "Acts of the Apostles" بھی اسی مصنف کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ یہ انجیل اپنے تاریخی اسلوب کی بدولت تاریخی انجیل بھی کہلائی جاتی ہے۔ (۳۹)

تاریخی واقعات کی تفصیل پر مشتمل ہونے کی وجہ سے انجیل لوقا یہودی تاریخ کا ایک اہم مأخذ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دستاویزات میں مندرج حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کے واقعات انجیل لوقا میں بیان کردہ ان مقدس شخصیات کے حالات و واقعات سے بہت مماثلت رکھتے ہیں۔ انجیل لوقا کے باب ۱ آیات ۴۶ تا ۵۳ اور ۶۸ تا ۷۹ میں مذکور ان مقدس ہستیوں کے واقعات کے مطالعے کے نتیجے میں دستاویزاتِ بحیرہ مردار میں موجود تحریر کے ساتھ یکسانیت نظر آتی ہے۔ (1QM xiv: 10-11; Luke 3: 1-20) مزید برآں حضرت یحیٰی علیہ السلام کے واقعات کا پرتو قمرانیوں کے سماجی ضابطے (1QS iv.20-21) میں بھی بآسانی محسوس کیا جاتا ہے۔ (۴۰)

انجیل یوحنا اور دستاویزات بحیرہ مردار:

اناجیل اربعہ میں یہ چوتھی اور آخری انجیل ہے یہ اپنے طرزِ تحریر، اسلوب بیان، مضامین کے تنوع اور فکری معیار کے اعتبار سے پہلی تینوں اناجیل سے بہت مختلف ہے۔ انجیل یوحنا اور طوامیر میں مماثلتوں کے شواہد بھی دریافت کیے گئے ہیں۔ مثلاً انجیل یوحنا میں مستعمل ایک اصطلاح 'مسیح کا محبوب ترین شاگرد' اور دستاویزاتِ بحیرۂ مردار میں مستعمل 'معلم رشد وہدایت' کی بیان کردہ تفصیلات میں بہت مماثلت موجود ہے۔ (۴۱) یہ محض اتفاق بھی ہوسکتا ہے یا پھر اس میں حقیقت کا عنصر بھی موجود ہوسکتا ہے تاہم حتمی شواہد کی عدم دستیابی کے باعث کوئی رائے قائم کرنا دشوار ہے۔

رسولوں کے اعمال اور دستاویزات بحیرہ مردار:

عہد نامۂ جدید اناجیل اربعہ کے بعد پانچویں کتاب رسولوں کے اعمال یا Acts of the Apostles کہلاتی ہے۔ یہ کتاب بھی انجیل لوقا کے مصنف کی تحریر کردہ ہے۔ گویا انجیل لوقا اور رسولوں کے اعمال دونوں کتب ایک ہی مصنف کی تحریر کردہ دو جلدیں ہیں۔ لوقا میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات زندگی درج ہیں۔ اور رسولوں کے اعمال میں مصنف نے مسیح علیہ لاالسلام کے مابعد ادوار اور چرچ کی تشکیل کے مختلف مراحل اور اس سلسلے میں اہم ترین شخصیات کے کارناموں کا ذکر کیا ہے۔

کتاب اعمال اور دستاویزاتِ بحیرۂ مردار میں دونوں معاشروں کی تنظیمی ساخت اور پرداخت کے حوالے سے بہت یکسانیت موجود ہے۔ مثال کے طور پر کتاب اعمال میں لفظ 'way' کو مسیحی تناظر میں ایک مخصوص فرقہ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ زندگی گزارنے کا ایک مخصوص طریقہ (۴۲)۔ یہی اصطلاح قمران لائبریری میں بھی کئی جگہ استعمال ہوئی ہے۔ دستاویزات میں یہ لفظ قانونِ شریعت پر سختی سے عمل درآمد کے مفہوم میں آیا ہے۔ حسنِ اتفاق سے اس لفظ کے یہ دونوں ہی قریبی مفاہیم کتاب یسیعاہ (۴۳) سے متاثر اور ماخوذ ہیں۔

کتاب اعمال میں لفظ 'many' ایک مخصوص مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ دستاویزات کی طرح کتاب اعمال میں بھی یہ اصطلاح اس معاشرے کے اجتماع کے لیے بولی جاتی ہے۔ (Acts 6:2,5; 1QS vi.7) دونوں معاشروں میں بارہ افراد کی ایک کونسل ترتیب دی گئی تھی۔ (Acts 6:2; 1QS viii.1-4) بعینہ دونوں گروہوں کے افراد مشترک کھانے کو بہت تقدس کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ (Acts 2:26; 1QS vi.4-6) علاوہ ازیں دونوں گروہ جسمانی نظافت کے حصول کے لیے ایک مخصوص رسم کی ادائیگی کو اپنے لیے فرض گردانتے تھے۔ دونوں ہی اس رسم کو کفارے، گناہوں سے نجات اور اپنے معاشرے میں شمولیت کے لیے لازمی شرط کے طور پر ادا کرتے تھے۔ (Acts 2L38; 1QS iii.6-9) (۴۴)

کتاب مکاشفہ (Revelation) اور دستاویزاتِ بحیرۂ مردار:

عہدنامہ جدید کی ستائیس کتب میں سے اکیس کتابیں خطوط پر مشتمل ہیں۔ مسیح علیہ السلام کے بعد مسیح کے حواریوں اور سینٹ پال نے چند تبلیغی خطوط لکھے۔ مسیحی علما کے بقول ان شخصیات نے یہ خطوط الہامی ہدایت کی روشنی میں لکھے تھے۔ لہٰذا انھیں بھی تقدس کا وہی درجہ حاصل ہے جو اناجیل اربعہ کو حاصل تھا۔ عہدنامہ جدید کی آخری کتاب مکاشفہ کہلاتی ہے۔ مسیحی مذہب میں یہ کتاب انفرادی حیثیت کی حامل ہے۔ کتاب مکاشفہ کے لیے Apocalypse کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ اس کتاب میں یوحنا نے قربِ قیامت کے آثار کو الہامی انداز سے بیان کیا ہے۔

کتاب مکاشفہ میں قیامت کے وقوع پذیر ہونے سے متصل قبل دور میں نیکی اور بدی کی قوتوں کے درمیان فیصلہ کن لڑائی کے حالات مذکور ہیں۔ قمران لائبریری میں موجود طومارِ حرب (War Scrolls) میں یہود کے چند قبائل مثلاً بنو لاوی، بنو یہودہ، بنو بن یامین مشترکہ طور پر اپنے دشمنوں Kettiim یعنی رومیوں کے خلاف جنگ لڑیں گے۔ اسی دستاویز میں خدا کی اپنے فرشتوں کے ذریعے بدی اور فاسقانہ قوتوں کے خلاف جنگ کا تذکرہ کیا گیا ہے (1QM x-xii)۔ علاوہ ازیں خدا آسمان پر میکائل فرشتے اور زمین پر بنی اسرائیل کی برتری قائم کرے گا (1QM xvii.7-8)۔(۴۵)

قربِ قیامت کے حالات کا تذکرہ کتاب مکاشفہ میں بھی موجود ہے۔ ان دونوں مقدس صحیفوں کے مابین دوسری اہم قدرِ مشترک جدید یروشلم کا تصور ہے۔ قمران کے پہلے، دوسرے، چوتھے، پانچویں اور گیارھویں غاروں سے دستیاب کئی دستاویزات میں یروشلم کو انتہائی تقدس کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس یروشلم کو بالکلنئے انداز سے بھی بیان کیا ہے۔ ان کے پیش کردہ نقشے میں یروشلم کے گرد دیوار ہوگی۔ اور اس کے بارہ دروازے ہوں گے۔ یہی مضمون عہدنامہ قدیم کی کتاب حزقی ایل میں بھی موجود ہے۔(۴۶) دستاویزاتِ بحیرۂ مردار میں بھی یروشلم کی ازسرِنو تعمیر اور اس کے بارہ دروازوں کی تفصیلات مذکور ہیں۔ علاوہ ازیں شہر کو قیمتی پتھروں اور دھاتوں کی مدد سے مزین کیا جائے گا۔ (4Q554)۔ کتاب مکاشفہ کی طرح دستاویزات میں مذکور جدید یروشلم قیامت کے قریب ایک اہم اور ہمیشہ قائم رہنے والا شہر ہوگا اور اس کی اصل اہمیت کا باعث اس شہر میں تعمیر کیا جانے والا معبد ہوگا۔(۴۷)

مندرجہ بالا حقائق سے درج ذیل نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں:

☆ دستاویزاتِ بحیرۂ مردار کی دریافت کے نتیجے میں بائبل کے عہد نامۂ قدیم اور عہد نامۂ جدید کے ساتھ باہمی تعلقات کو ازسرِنو فروغ دینے کی ضرورت محسوس کی جانے لگی ہے۔

☆ ان دستاویزات کی دریافت کے بعد عہدنامۂ جدید کی تاریخی اور مذہبی حیثیت کے بارے میں چند نئے نظریات منظرِ عام پر آئے ہیں۔

☆ حضرت مسیح علیہ السلام کے دور میں یہودیوں کی مذہبی فکر اور توراۃ کے ساتھ اُن کے تعلقات کے نئے گوشے سامنے آئے ہیں۔

☆ حضرت مسیح علیہ السلام کا توراۃ کے اندر درج احکامات کے حوالے سے نئی فکر اور طرزِ عمل کا پتا چلتا ہے، خصوصاً یوم السبت کی پابندیوں اور طلاق کے معاملات وغیرہ۔

دستاویزاتِ بحیرۂ مردار اور عہد نامۂ جدید کی کتب میں باہم موافقت اور اختلافات کے حوالے سے بہت اہم اور نئے حقائق کا پتا چلا ہے۔

مذکورہ بالا گفتگو کے نتیجے میں دستاویزاتِ بحیرۂ مردار اور عہد نامۂ جدید کے باہمی تعلق کے حوالے بہت سے نئے پہلو منظر عام پر آئے ہیں۔ متعدد ایسے حقائق ہیں جو ان دونوں مقدس دستاویزات میں یکساں ہیں۔ دیگر چند مقامات میں یہ دونوں دستاویزات بالکل الگ نقطۂ نظر پیش کرتی ہیں۔ لہٰذا کسی واضح ثبوت یا اشارے کی عدم موجودگی کی وجہ سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ دستاویزاتِ بحیرۂ مردار اور عہد نامۂ جدید کے درمیان بہت قریبی تعلق موجود تھا۔ تاہم دستاویزاتِ بحیرہ مردار نے عہد نامۂ قدیم اور عہد نامۂ جدید کے متن اور ان کی تاریخ سے متعلق بہت اہم معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ علاوہ ازیں مسیحیت کی تاریخ، اس کا سرچشمہ اور عہد نامہ جدید کے ساتھ اس کے باہمی تعلق جیسے اہم اور بنیادی موضوعات پر بہت اہم سوالات پیدا کیے ہیں۔ امید ہے کہ انھی معروضی حقائق کی روشنی میں تحقیق کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے کسی حتمی نتیجے تک پہنچا جاسکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1. Andre Dupont-Sommer, The Dead Sea Scrolls: A Preliminary Survey, tr. E. Rowley (NY: McMillan, 1952), 99.
2. C. D. Elledge, The Bible and the Dead Sea Scrolls (2005), 115.
3. Eisenman, James the Brother of Jesus: The Key to Unlocking the Secrets of Early Christianity and the Dead Sea Scrolls (NY: Viking Press, 1996), 26.
4. Barbra Thiering, Jesus and the Riddle of the Dead Sea Scrolls: Unlocking the Secrets of His Life Story (San Fransisco: HarperSanFransisco, 1993), 12-35.

۵۔ ان غاروں کو قمران کے پہلے حرف Q کی نسبت سے ترتیب وار نمبر تفویض کردیے گئے ہیں، یعنی پہلے غار کو 1Q اور یہاں سے دستیاب ہونے والی دستاویزات کو بالترتیب... 1Q1, 1Q2 ۔علی ہٰذا القیاس دوسرے غار اور اس میں موجود دستاویزات کو 2Q، اور گیارھویں غار کو 11Q کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

6. Carsten Peter Thiede, The Dead Sea Scrolls & the Jewish Origins of Christianity (NY: Palgrou, 2001), 36.
7. Dupont-Sommer, The Dead Sea Scrolls: A Preliminary Survey, 99-100.

۸۔ انیسویں صدی کے اواخر میں مصر کے شہر قاہرہ کے قریب مذہبی عمارت کے تہہ خانے سے دو قدیم دستاویزات دریافت ہوئیں۔ جنھیں اُس وقت Cairo Damascus Documents (CD) کا نام دیا گیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں دستاویزات قریباً دسویں اور بارھویں صدی مسیحی میں ضبطِ تحریر میں لائی گئی تھیں۔ قمران کے چوتھے غار (4Q) میں اسی متن پر مشتمل دستاویزات کی دریافت نے اِن کی اہمیت میں اضافہ کردیا۔ چوتھے غار میں یہ دستاویزات اپنی مکمل حالت میں دستیاب ہوئی ہیں۔ انھیں مختصراً Damascus Document یا CD کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ J. T. Milik کی تحقیق کے مطابق 4Q سے آٹھ دستاویزات حاصل ہوئے ہیں جن میں CD کا تمام متن موجود ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

(*Encyclopedia of the Dead Sea Scrolls*, s.v. "Damascus Document", 1:166-167)

9. Florentino Garcia Martinez, The Dead Sea Scrolls Translated

(E. J. Brill, Leiden, 1992 [CD ROM Version].

۱۰۔ انجیل متی ۱۲:۱۰-۱۲ (کتاب مقدس، بائبل سوسائٹی، لاہور، ۲۰۰۲ء)۔

۱۱۔ کتاب استثنا ۲۲:۴۔

۱۲۔ انجیل مرقس ۲:۲۳؛ متی ۱۲:۸-۱۔

13. (CD 10.20-22) , in Martinez, The Dead Sea Scrolls Translated.

۱۴۔ انجیل متی ۳:۱؛ انجیل لوقا ۱۳:۱۰؛ ۱۴:۶-۱؛ انجیل یوحنا ۵:۹-۱؛ ۷:۲۳-۲۲۔

15. (CD 10.19; 11.4-5), in Martinez, The Dead Sea Scrolls Translated.

۱۶۔ انجیل متی ۱۹:۹-۱۰۔

۱۷۔ انجیل مرقس ۱۰:۲-۱۲۔

18. Martinez, The Dead Sea Scrolls Translated.

19. Martinez, The Dead Sea Scrolls Translated.

۲۰۔ انجیل مرقس ۶:۱۸؛ انجیل متی ۱۴:۴؛ انجیل لوقا ۳:۲۰-۱۹۔

۲۱۔ انجیل مرقس ۷:۲۳-۱؛ انجیل متی ۱۵:۲۰-۱۔

۲۲۔ اسے ہیکل کا دورِ ثانی (Second Temple Period) کہتے ہیں۔ یہ دور 70ء میں رومی سپہ سالار ٹائٹس کے ہاتھوں ہیکل کی مکمل تباہی تک محیط ہے۔ (Standard Jewish Encyclopedia, 324)۔

۲۳۔ سیوڈ پی گرافا Pseudepigrapha: یہ یونانی زبان کا ایک لفظ ہے۔ اس سے مراد ہے غلط طور پر منسوب تحریریں۔ یعنی یہ ایسی مقدس تحریریں ہیں جو کسی غیر معروف مصنف کی ہوں۔ تاہم انھیں مقبول بنانے کے لیے کسی مشہور مقدس ہستی کی طرف منسوب کر دیا جائے۔ یہودیوں اور مسیحیوں کے نزدیک مشترکہ طور پر پینٹسٹھ تحریریں ہیں جنھیں سیوڈ پی گرافا کہا جا سکتا ہے۔ تقریباً یہ تمام پینٹسٹھ کتب حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے تین سو سال پہلے سے لے کر دو سو سال بعد کے دوران میں ضبطِ تحریر میں لائی گئی تھیں۔ انھیں بائبل کے کینن کی طرح الہامی حیثیت تو حاصل نہیں البتہ مقدس مانا جاتا ہے۔

(HarperCollins Bible Dictionary, s.v. 'Pseudepigrapha', ed. James H. Charslworth, 1996, 894-95.)

24. Miller Burrows, The Dead Sea Scrolls (NY: The Viking Press, 1956),

25. Matthew 5: 3-11; 4Q 525. 2.ii 1-6.

26. Enc of the DSS, s.v. 'Matthew: Gospel', by John I. Kempen, 1:527.

27. Ibid.

۲۸۔ انجیل متی ۳:۱۵؛ ۵:۲۰؛ ۶:۳۳؛ ۲۱:۳۲۔

29. Enc of the DSS, s.v. 'Matthew: Gospel', by John I. Kempen, 1:527.

۳۰۔ انجیل متی ۱۸:۱۵۔

۳۱۔ کتاب احبار ۱۹:۱۷-۱۸۔

32. (CD viii. 2-3, ix. 2-8; 4Q 266 18.ii; 1QS v.25-vi.6), in Martinez, The Dead Sea Scrolls Translated.

33. New Encyclopedia Britannica, s.v. 'Biblical Literature: New Testament, Canon, Texts, and Versions,' by Kristel Standahl, 14:824.

34. Martinez, The Dead Sea Scrolls Translated.

35. Ibid.

36. Jorg Frey, "The Impact of the Dead Sea Scrolls on New Testament Interpretation", The Bible and the Dead Sea Scrolls (Texas: Baylor University Press, 2006), 3:426-27.

37. Enc. of the DSS, s.v. 'Mark, Gospel of,; by W. R. Telford, 1:508-09.

38. Ibid. !:510-11.

39. New Encyclopedia Britannica, s.v. 'Biblical Literature: New Testament, Canon, Texts, and Versions,' by Kristel Standahl, 14:827-28.

40. Enc. of the DSS, s.v. 'Luke, Gospel of,; by Gregory E. Sterling, 1:497.

41. Enc. of the DSS, s.v. 'John, Gospel of,; by Raymound E. Brown, 1:417.

۴۲۔ کتاب اعمال ۲۴:۱۴۔

۴۳۔ کتاب یسعیاہ ۴۰:۳۔

44. Enc. of the DSS, s.v. 'Acts of the Apostles,' by Gregory E. Sterling, 1:6.

45. Enc. of the DSS, s.v. 'Revelation, Book of,' by Adela Yarbo Collins, 2:772-73.

۴۶۔ کتاب حزقی ایل ۴۸: ۴۰۔

47. Enc. of the DSS, s.v. 'Revelation, Book of,' by Adela Yarbo Collins, 2:773-74.